Al-Mīthāq ***(Research Journal of Islamic Theology)***
ISSN: 2791-0989 (P), 2791-0997 (E)
Volume 04, **Issue** 04, October - December 2025, **PP**: 141-158
Open Access at: https://almithaqjournal.org/

Article QR

اسلامی اخلاقی اقدار اور معاشی نظام: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Islamic Ethical Values and Economic System: A Research and Analytical Study

1. **Dr. Hafiz Shabbir Ahmad** hafiz.shabbir.ahmad.usmani@gmail.com	*Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.*
2. **Muhammad Waqar Younus** waqaryounus297@gmail.com	*Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.*
3. **Shahzad Ahmad** shahzadahmadmeo@gmail.com	*Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.*

How to Cite: Dr. Hafiz Shabbir Ahmad, Muhammad Waqar Younus and Shahzad Ahmad. 2025: "Islamic Ethical Values and Economic System: A Research and Analytical Study". Al-*Mīthāq (Research Journal of Islamic Theology)* 4 (04): 141-158.

Article History:

Received:	**Accepted**:	**Published**:
04-12-2025	29-12-2025	31-12-2025

Copyright: **©The Authors**

Licensing: This work is licensed under a Creative Commons Attribution 4.0 International License.

Conflict of Interest: Author(s) declared no conflict of interest.

Abstract & Indexing

DRJI · Advanced Sciences Index · CiteFactor · Google Scholar · Asian Research Index · SCI · اردو جرائد اشاریہ · تحقیقات تحقیقاتی اشاریہ · ADL Asian Digital Library · EuroPub

Publisher

HIRA INSTITUTE *of Social Sciences Research & Development*

اسلامی اخلاقی اقدار اور معاشی نظام: ایک تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ

Islamic Ethical Values and Economic System: A Research and Analytical Study

1. **Dr. Hafiz Shabbir Ahmad**
   Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.
   hafiz.shabbir.ahmad.usmani@gmail.com

2. **Muhammad Waqar Younus**
   Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.
   waqaryounus297@gmail.com

3. **Shahzad Ahmad**
   Lecturer, Government Associate College, Mustafa Abad, Kasur.
   shahzadahmadmeo@gmail.com

Abstract

This research paper examines the profound interconnection between Islamic moral values and the economic system, highlighting how ethics serve as the foundation of an equitable and sustainable economy in Islam. The study delves into core values such as taqwā (God-consciousness), ʿadl (justice), iḥsān (benevolence), ukhuwah (brotherhood), and taʿāwun (cooperation), exploring their practical implications on wealth creation, distribution, and consumption. Through analyzing these principles, the paper illustrates how the Islamic economic model promotes fairness, eliminates exploitative practices like usury and hoarding, and encourages social welfare through zakāt, waqf, and voluntary charity. Moreover, the research explores the pivotal concept of ḥalāl and ḥarām in Islamic economics, analyzing its application in income generation, wealth exchange, and distribution. By evaluating Islamic financial institutions, interest-free banking mechanisms (like mudārabah and mushārakah), and judicial enforcement of economic justice, the study identifies how moral standards are practically integrated within modern Islamic economies. The findings affirm the relevance of Islamic ethical guidelines in addressing global economic crises and propose actionable strategies for implementing these values in contemporary financial systems.

Keywords: *Islamic Economics, Moral Values, Economic Justice, Finance, Social Welfare, Islamic Banking.*

تمہید

اسلامی معاشی نظام اور اخلاقی اقدار کا باہمی تعلق ایک اہم موضوع ہے جو معاشرتی اور اقتصادی زندگی پر گہرا اثر ڈالتا ہے۔ اسلامی اخلاقی اصول اور اقدار انسانوں کو نہ صرف روحانی اور اخلاقی بلندی کی طرف راغب کرتے ہیں بلکہ ان کا معاشی فیصلوں، تجارت، مالی معاملات اور اجتماعی بہبود پر بھی براہ راست اثر ہوتا ہے۔ اسلام میں اخلاقی اصولوں کا معاشی نظام کے ساتھ گہرا تعلق اور ان اصولوں کے مطابق کاروباری معاملات، تقسیمِ دولت، سودی نظام اور دولت کی پیداوار میں اسلامی تعلیمات کی پیروی کی جاتی ہے۔

تحقیق کا پس منظر

اسلامی معاشی نظام کی بنیاد اخلاقی اقدار پر ہے جو انسانیت کے فلاح و بہبود کے لیے رہنمائی فراہم کرتا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں اخلاقی اصول جیسے تقویٰ، مساوات، عدل، احسان، تعاون اور معاشی عدل کو معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لیے اہم سمجھا گیا ہے۔

اسلامی اخلاقی اقدار فرد اور معاشرے کو مالی اور معاشی معاملات میں صحیح راستہ دکھاتی ہیں اور اس بات کو یقینی بناتی ہیں کہ معاشی سرگرمیاں کسی بھی صورت میں ناانصافی یا استحصال پر مبنی نہ ہوں۔ ان اخلاقی اقدار کی بنیاد پر اسلامی معاشی نظام میں حلال و حرام کی تفصیلات بھی واضح کی گئی ہیں، تاکہ تمام معاشی سرگرمیاں اسلامی اصولوں کے مطابق ہوں۔

مقصد اور اہمیت

اس تحقیق کا مقصد اسلامی اخلاقی اقدار اور معاشی نظام کے باہمی تعلق کو سمجھنا ہے۔ اس تحقیق میں یہ جاننے کی کوشش کی جائے گی کہ اسلامی اخلاقی اقدار کس طرح معاشی فیصلوں پر اثرانداز ہوتی ہیں اور ان کا معاشی ترقی اور معاشرتی انصاف میں کیا کردار ہے۔ تحقیق کا مقصد یہ بھی ہے کہ معاشی ترقی میں اخلاقی اقدار کی اہمیت اور ان کے معاشی نظام پر اثرات کا تجزیہ کیا جائے تاکہ ان اقدار کو موجودہ معاشی ماڈلز میں بہتر طریقے سے شامل کیا جا سکے۔ تحقیق کی اہمیت یہ ہے کہ یہ معاشی اور اخلاقی اصولوں کے درمیان تعلق کو واضح کرتی ہے اور اسلامی معاشی نظام کی افادیت کو جدید معاشی مسائل اور چیلنجز کے تناظر میں اجاگر کرتی ہے۔ اس تحقیق سے معاشرتی انصاف، اقتصادی ترقی اور مالیاتی شفافیت کے لیے اسلامی اصولوں کے اطلاق کی اہمیت کا بھی پتا چلے گا۔ اس طرح، یہ تحقیق معاشی پالیسی سازوں، اقتصادی ماہرین اور مسلمانوں کے لیے ایک رہنمائی فراہم کرے گی کہ وہ اسلامی معاشی اقدار کو اپنی زندگی اور معاشی فیصلوں میں کس طرح نافذ کر سکتے ہیں تاکہ بہتر معاشی حالات اور انصاف پر مبنی معاشرتی نظام تشکیل دیا جا سکے۔

اخلاقی اقدار اور ان کا معاشی نظام پر اثر

اسلامی معاشی نظام میں اخلاقی اقدار کا ایک اہم کردار ہے، کیونکہ اسلامی معاشرت میں فرد کی معیشت، دولت کی تقسیم اور اس کا استعمال اخلاقی اصولوں کی بنیاد پر ہوتا ہے۔ ان اصولوں کی پیروی سے نہ صرف فرد کی روحانیت بہتر ہوتی ہے، بلکہ پورے معاشرتی نظام میں بھی عدل و انصاف قائم ہوتا ہے۔ اخلاقی اقدار کا معاشی زندگی پر اثر اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اسلامی معیشت نہ صرف مالی معاملات میں بلکہ ہر سطح پر فرد اور قوم کی فلاح کا باعث بنتی ہے۔ ذیل میں چند ایسی اقدار کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

اوّل: تقویٰ اور معاشی ضمیر

اسلامی معاشی نظام کی بنیاد صرف قانونی یا مالی اصولوں پر نہیں بلکہ اخلاقی اقدار پر بھی رکھی گئی ہے، جن میں تقویٰ مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ تقویٰ صرف عبادات یا فردی عبادت گزاری تک محدود نہیں، بلکہ یہ ایک زندہ ضمیر کی علامت ہے جو انسان کو ہر معاملے میں اللہ کی رضا کو پیشِ نظر رکھنے کی تلقین کرتا ہے۔ جب تقویٰ کا اطلاق معاشی امور پر ہوتا ہے تو انسان حلال و حرام کی تمیز میں محتاط ہو جاتا ہے، جھوٹ، فریب، سود اور ذخیرہ اندوزی جیسے بدعنوان عناصر سے بچتا ہے، اور اپنی کمائی کو پاکیزہ ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ یہی تقویٰ معاشرتی عدل، مالی شفافیت اور اعتماد کا ماحول پیدا کرتا ہے، جو کہ ایک اسلامی فلاحی ریاست کا خواب ہے۔

مزید برآں، تقویٰ نہ صرف فرد کی مالی دیانت کو پروان چڑھاتا ہے بلکہ اجتماعی سطح پر خیر و برکت کا ذریعہ بنتا ہے۔ زکوٰۃ، صدقات، اور دیگر فلاحی مالی معاملات تقویٰ کی بدولت ہی اخلاص اور اللہ کی رضا کے تحت انجام پاتے ہیں، جس سے غربت میں کمی، وسائل کی منصفانہ تقسیم، اور معاشرتی ہم آہنگی کو فروغ ملتا ہے۔ تقویٰ سے متصف افراد نہ صرف اپنی کمائی کو پاک رکھتے ہیں بلکہ دوسروں کے حقوق کی ادائیگی میں بھی کوتاہی نہیں کرتے، یوں ایک ایسا معاشی نظام وجود میں آتا ہے جس میں ہر فرد نہ صرف خود فائدہ اٹھاتا ہے بلکہ دوسروں کے لیے بھی خیر کا باعث بنتا ہے۔

تقویٰ کا لغوی مفہوم ہے بچنا یا اجتناب کرنا، خاص طور پر اللہ کے غضب سے بچنے کی کوشش کرنا۔ ملا علی قاریؒ تقوی کی تعریف کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"المتقي في الشريعةِ: الذي يقي نفسَه تعاطي ما يستحقّ به العقوبةَ مِن فعلٍ أو تركٍ"[1]

شریعت میں متقی اس شخص کو کہتے ہیں جو اپنے آپ کو اس چیز کے ارتکاب سے بچائے جس سے وہ عذاب و سزا کا مستحق ہو گا، خواہ اس کا تعلق عمل سے ہو یا ترکِ عمل سے ہو۔

قرآن اور حدیث میں تقویٰ کو ایک اہم اخلاقی اور روحانی معیار کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ قرآن مجید میں تقویٰ کی اہمیت کو بہت زیادہ سراہا گیا ہے اور اس کا ایک بنیادی اصول ہے کہ انسان اپنی زندگی کو اللہ کی رضا کے مطابق گزارے۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اے ایمان والو! تم اللہ سے ڈرو اور راست بات کہو۔ وہ تمہارے اعمال درست کر دے گا اور تمہارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔"[2]

تقویٰ کا مفہوم صرف عبادات تک محدود نہیں بلکہ اس کا اطلاق تمام معاشی سرگرمیوں پر بھی ہوتا ہے۔ تقویٰ انسان کو سکھاتا ہے کہ وہ اپنی کمائی میں حلال اختیار کرے، سود اور دھوکہ دہی سے بچے اور اپنی مالی ذمہ داریوں کو صحیح طور پر ادا کرے۔ جب فرد اپنے معاشی معاملات میں تقویٰ اپناتا ہے تو وہ نہ صرف اپنی روحانیت کو بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشی نظام میں عدل اور شفافیت کی بنیاد ڈالتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں تقویٰ کی افادیت اس بات پر مبنی ہے کہ فرد کی زندگی میں اللہ کا خوف اس کو حلال کمائی کی ترغیب دیتا ہے اور وہ اپنی دولت کو صرف جائز ذرائع سے حاصل کرتا ہے۔ اس کے نتیجے میں سود کی ممانعت اور مالی بدعنوانی کا خاتمہ ہوتا ہے، جو معاشی عدل اور انصاف کا ایک اہم اصول ہے۔ اس کے علاوہ، تقویٰ کی بدولت افراد اپنی زکوۃ، صدقات اور خیرات کے ذریعے اجتماعی سطح پر فلاحی کاموں میں حصہ لیتے ہیں، جس سے معاشرتی ہم آہنگی اور فلاح کی طرف قدم بڑھتا ہے۔ آیت کا مفہوم ہے کہ اللہ کے نزدیک تم میں سب سے زیادہ عزت والا وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہو۔[3] یہ آیت اس بات کی تصدیق کرتی ہے کہ تقویٰ اسلامی معاشرت میں ہر فرد کے کردار کو تشکیل دینے والا عنصر ہے۔ معاشی اصولوں کی پیروی کرتے ہوئے انسان تقویٰ کو اپنی زندگی کا حصہ بناتا ہے، جس سے فرد کی روحانیت اور معاشرتی حالت میں بہتری آتی ہے۔

دوم: مساوات: معاشی انصاف کی بنیاد

اسلام میں مساوات کا مفہوم یہ ہے کہ ہر فرد کو اس کی محنت کے مطابق حقوق ملنے چاہئیں اور تمام انسانوں کو اللہ کی نظر میں برابر سمجھا جانا چاہیے۔ معاشی نظام میں اس کا اطلاق اس بات پر ہے کہ دولت کی تقسیم منصفانہ طور پر کی جائے اور امیر و غریب کے درمیان فرق کم سے کم ہو۔ اسلام نے معاشی انصاف کی بنیاد رکھی ہے جس کے تحت وسائل کا منصفانہ طریقے سے استعمال اور تقسیم کی ہدایت کی گئی ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں وسائل کی منصفانہ تقسیم کو بہت اہمیت دی گئی ہے تاکہ غریب اور امیر کے درمیان فرق کم سے کم ہو اور ہر فرد کو اپنی ضروریات کے مطابق وسائل ملیں۔ اس مقصد کے لیے، اسلام نے زکوۃ، صدقہ اور خیرات جیسے نظاموں کو متعارف کرایا، تاکہ امیر افراد اپنی دولت کا ایک حصہ غریبوں کو دے سکیں اور معاشرتی عدم مساوات کو کم کیا جا سکے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِه وَ اَنْفِقُوْا مِمَّا جَعَلَكُمْ مُّسْتَخْلَفِيْنَ فِيْهِ فَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَ اَنْفَقُوْا لَهُمْ اَجْرٌ كَبِيْرٌ"[4]

اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لاؤ اور اس (مال و دولت) میں سے خرچ کرو جس میں اس نے تمہیں اپنا نائب (وامین) بنایا ہے، پس تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے خرچ کیا اُن کے لئے بہت بڑا اَجر ہے۔

یہ آیت اس بات کی وضاحت کرتی ہے کہ مال و دولت کا منصفانہ اور موزوں طریقے سے استعمال ضروری ہے تاکہ کسی بھی طبقے کے ساتھ ناانصافی نہ ہو۔ مزید برآں، پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"يا أيُّها الناسُ إنَّ ربَّكمْ واحِدٌ ألا لا فضلَ لِعربِيٍّ على عجَمِيٍّ ولا لِعجَمِيٍّ على عربِيٍّ ولا لأحمرَ على أسْودَ ولا لأسْودَ على أحمرَ إلَّا بالتَّقوَى إنَّ أكرَمكمْ عند اللهِ أتْقاكُمْ"[5]

اے لوگو! تمہارا رب ایک ہے، کسی عربی کو عجمی پر، اور کسی عجمی کو عربی پر، کسی گورے کو کالے پر، اور کسی کالے کو گورے پر کوئی فضیلت حاصل نہیں، مگر تقویٰ کے ذریعے تم میں سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے معزز وہ شخص ہے جو متقی ہوں۔

یہ حدیث اسلام کے مساواتی اصول کی عکاسی کرتی ہے، جو معاشی نظام میں بھی یکساں حقوق کی بات کرتی ہے۔

سوم: اخوت: سماجی و اقتصادی رشتہ

اسلامی معاشرتی نظام میں اخوت کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ قرآن و سنت میں مسلمانوں کو ایک بھائی کے طور پر تصور کیا گیا ہے۔ اخوت کا مفہوم صرف روحانی یا اخلاقی رشتہ تک محدود نہیں ہے بلکہ اس میں اقتصادی اور سماجی تعلقات بھی شامل ہیں۔ اخوت کا یہ رشتہ معاشی نظام میں لوگوں کی مدد اور تعاون کی بنیاد پر استوار ہوتا ہے۔ اخوت کا اصل مقصد لوگوں کے درمیان محبت، تعاون اور ذمہ داریوں کا احساس پیدا کرنا ہے۔ یہ تصور معاشی نظام میں اس طرح نظر آتا ہے کہ مسلمان ایک دوسرے کی مدد کرتے ہیں، خاص طور پر غریبوں اور محتاجوں کی ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں۔ اخوت کے یہ اصول حلال کمائی، زکوۃ، صدقہ اور مالی تعاون کی صورت میں معاشرتی انصاف کو فروغ دیتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کا بھائی قرار دیا اور ان کے درمیان تعاون اور تعاون کی ترغیب دی:

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ فَاَصْلِحُوْا بَيْنَ اَخَوَيْكُمْ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ"[6]

بات یہی ہے کہ (سب) اہلِ ایمان (آپس میں) بھائی ہیں۔ سو تم اپنے دو بھائیوں کے درمیان صلح کرایا کرو، اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تم پر رحم کیا جائے۔

یہ آیت اخوت کے تصور کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، جو معاشرتی اور اقتصادی تعلقات کو مضبوط بناتی ہے۔ اسلام میں سود، ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ دارانہ استحصال کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ ان عوامل کو اخوت کے تصور کے خلاف سمجھا گیا ہے کیونکہ یہ افراد کو معاشی طور پر کمزور کر دیتے ہیں اور امیروں کو مزید مال و دولت جمع کرنے کا موقع دیتے ہیں۔ اسلام میں اقتصادی استحصال کے خلاف سخت ضوابط ہیں جو اخوت اور مساوات کے اصولوں کے تحت عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوا الرِّبٰوا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَةً ۪ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[7]

اے ایمان والو! دوگنا اور چوگنا کر کے سود مت کھایا کرو، اور اللہ سے ڈرا کرو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

چہارم: عدل: معاشی عدلیہ کا اصول

عدل کا تصور اسلامی معاشی نظام میں بہت اہمیت رکھتا ہے۔ عدل کا لغوی مفہوم انصاف اور توازن ہے اور اصطلاحی طور پر یہ کسی بھی معاشرتی یا اقتصادی عمل میں انصاف کی پزیرائی اور افراد کے حقوق کی ضمانت دینے کی بات کرتا ہے۔ عدل کا مقصد نہ صرف فرد کی ذاتی زندگی میں بلکہ معاشی زندگی میں بھی انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ اسلام میں عدل کی اہمیت اس قدر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَاۙ-وَ اِذَا حَكَمْتُمْ بَيْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْكُمُوْا بِالْعَدْلِ"[8]

ے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں جن کی ہیں انہیں سپرد کرو اور یہ کہ جب تم لوگوں میں فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔

اسلامی معاشی نظام میں عدل کا مقصد افراد کے حقوق کی حفاظت کرنا، وسائل کی منصفانہ تقسیم اور فلاحی اقدامات کو یقینی بنانا ہے۔ عدل کے اصول پر عمل کرنے سے غربت اور امیری کے درمیان ایک توازن قائم ہوتا ہے۔ اسلام میں قرض کی فراہمی میں بھی عدل کا پورا خیال رکھا گیا ہے۔ قرض دینے والا شخص غیر سودی اصولوں کے مطابق قرض فراہم کرتا ہے اور قرض لینے والے کو کسی قسم کی زیادتی کا سامنا نہیں ہوتا۔ سود کا نظام اسلامی معاشی نظام کے خلاف ہے کیونکہ یہ عدل کے اصولوں کے منافی ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں معاہدوں کی اہمیت بھی بہت زیادہ ہے۔ تمام معاہدے عدل اور انصاف کے اصولوں پر ہونے چاہئیں اور کسی بھی قسم کی دھوکہ دہی یا فراڈ کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔ قرآن و حدیث میں عدل کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔

اسلام میں اخوت، عدل اور تعاون کے اصول نہ صرف فرد کی اخلاقی زندگی کو بہتر بناتے ہیں بلکہ پورے معاشی نظام میں توازن اور انصاف قائم کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ ان اصولوں کی بدولت ایک ایسا معاشی نظام وجود میں آتا ہے جو افراد کے حقوق کی حفاظت کرتا ہے اور معاشی استحصال کو ختم کرتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں سود، ذخیرہ اندوزی اور سرمایہ دارانہ استحصال کو ختم کرنے کی تعلیمات اس بات کی وضاحت کرتی ہیں کہ معاشی ترقی کے لئے اخوت اور عدل کے اصولوں پر عمل کرنا ضروری ہے۔

پنجم: معاشی عدل: اقتصادی انصاف

معاشی عدل کا مفہوم اس بات پر مبنی ہے کہ ہر فرد کو اس کا حق ملے اور معاشی وسائل اور مواقع کو اس طرح تقسیم کیا جائے کہ ہر شخص کو اپنے جائز حقوق تک پہنچنے کا موقع ملے۔ اسلامی معاشی نظام میں عدل کا مفہوم صرف فرد کی ذاتی زندگی تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ معاشرتی سطح پر بھی کام کرتا ہے تاکہ وسائل کی منصفانہ تقسیم، غربت کا خاتمہ اور امیر و غریب کے درمیان فرق کو کم کیا جا سکے۔ اسلام میں معاشی عدل کا تصور "عدل" کے مفہوم سے جڑا ہوا ہے۔ قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالی نے معاشی زندگی میں عدل کی اہمیت پر زور دیا ہے اور یہ واضح کیا کہ لوگوں کے حقوق کی حفاظت اور ان کے درمیان انصاف قائم کرنا انتہائی ضروری ہے۔ ایک آیت کا مفہوم ہے کہ یقیناً اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم امانتیں ان کے اہل کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو تو انصاف کے ساتھ فیصلہ کرو۔[9]

معاشی عدل کا یہ مطلب ہے کہ کسی بھی فرد کے حقوق کا استحصال نہ ہو اور اس کے معاشی حالات میں اس کی محنت کے مطابق منصفانہ تقسیم ہو۔ اسلام میں اقتصادی عدل کا مقصد افراد کے حقوق کی حفاظت کرنا، ان کی ضروریات کو پورا کرنا اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ معاشی عدل کا اطلاق اسلامی معاشی اداروں میں بنیادی اصولوں کی صورت میں نظر آتا ہے۔ اس میں زکاۃ، صدقہ، بیت المال، قرض کے اصول اور معاشی تعاون جیسے اقدامات شامل ہیں جو افراد کے درمیان اقتصادی توازن قائم کرنے کی

کوشش کرتے ہیں۔ مثال کے طور پر:

- غربت کا خاتمہ: معاشی عدل ایک ایسا نظام فراہم کرتا ہے جس سے غربت کم ہوتی ہے اور لوگوں کے معاشی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔
- معاشی تعاون: اسلامی معاشی نظام میں معاشی عدل کے اصول افراد کے درمیان تعاون کی فضا کو فروغ دیتے ہیں، جس سے اقتصادی ترقی کی رفتار تیز ہوتی ہے۔
- معاشی استحصال کا خاتمہ: معاشی عدل کا مقصد معاشی استحصال کو روکنا ہے، جس میں دولت کے چند افراد یا طبقات کے ہاتھ میں جمع ہونے سے معاشی ناہمواری پیدا ہوتی ہے۔
- فلاحی اقدامات: معاشی عدل کے اصول زکوۃ اور صدقہ کے ذریعے مالی وسائل کا منصفانہ استعمال کرتے ہیں تاکہ معاشرتی فلاح کو یقینی بنایا جاسکے۔

اسلامی معاشی اداروں میں معاشی عدل کا اطلاق مختلف طریقوں سے کیا جاتا ہے:

1. **زکوۃ اور صدقہ:** اسلامی معاشی نظام میں زکوۃ ایک اہم طریقہ ہے جس کے ذریعے معاشی عدل قائم کیا جاتا ہے۔ ہر صاحبِ نصاب مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی دولت کا ایک چھوٹا حصہ (چالیسواں) غرباء اور مستحق افراد کو دے تاکہ معاشرتی مساوات اور اقتصادی توازن برقرار رہے۔
2. **بیت المال:** بیت المال ایک حکومتی ادارہ ہے جو عوامی وسائل کی منصفانہ تقسیم اور معاشی عدل کو برقرار رکھنے کے لیے کام کرتا ہے۔ اس میں اسلامی حکومت عوام کے لیے ضروریات زندگی فراہم کرتی ہے، خاص طور پر وہ افراد جو اقتصادی طور پر کمزور ہیں۔
3. **معاشی معاہدات:** اسلام میں قرض دینے کے معاملات میں عدل کی بڑی اہمیت ہے۔ معاہدات میں عدل کی پزیرائی اس بات کو یقینی بناتی ہے کہ قرض لینے والا شخص زیادتی کا شکار نہ ہو اور قرض دینے والے کے حقوق کا تحفظ کیا جائے۔ اسلامی معاشی نظام میں سود کی ممانعت کی وجہ سے معاشی عدل کی فراہمی میں مدد ملتی ہے، کیونکہ سودی نظام میں عدل کا فقدان ہوتا ہے۔
4. **معاشی حقوق کا تحفظ:** اسلامی معاشی نظام میں فرد کے معاشی حقوق کا تحفظ کیا جاتا ہے۔ ہر شخص کو اپنے محنت کے مطابق آمدنی حاصل کرنے کا حق ہے اور کسی بھی طرح کے معاشی استحصال کو روکا جاتا ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں معاشی عدل کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے۔ معاشی عدل کا مقصد صرف فرد کی زندگی میں توازن پیدا کرنا نہیں ہے بلکہ اس کا اطلاق پورے معاشرتی اور اقتصادی نظام پر ہوتا ہے۔ زکاۃ، صدقہ، بیت المال اور سود کے خلاف اسلام کی تعلیمات معاشی عدل کے بنیادی اصول ہیں جو ایک منصفانہ اور متوازن معاشی نظام کی تشکیل کے لیے ضروری ہیں۔ اسلامی معاشی نظام میں معاشی عدل کو فروغ دینے کے لیے حکومت اور فرد دونوں کو اپنا کردار ادا کرنا ضروری ہے تاکہ تمام افراد کو ان کے حقوق ملیں اور معاشی استحصال کا خاتمہ ہو۔

ششم: احسان: سوشل ویلفیئر اور خیرات کا تصور

احسان کا لغوی معنی "بھلائی کرنا، کسی کو زیادہ فائدہ پہنچانا" ہے۔ اصطلاحاً یہ اسلام میں انسان کی طرف سے اللہ تعالیٰ کی رضا

کے لیے کی جانے والی ہر قسم کی بھلائی یا نیکی کو کہا جاتا ہے، جو دوسرے انسانوں یا پورے معاشرے کے فائدے کے لیے کی جائے۔ اسلام میں احسان کی بہت بڑی اہمیت ہے، کیونکہ یہ نہ صرف فرد کی روحانیت کو بہتر بناتا ہے بلکہ پورے معاشرتی نظام کو بھی فائدہ پہنچاتا ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے احسان کو ایک اہم اخلاقی اصول کے طور پر پیش کیا ہے، جو کہ انسانی زندگی کی تمام سرگرمیوں میں شامل ہونا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

" اَلَّذِيْنَ يُنْفِقُوْنَ اَمْوَالَهُمْ بِالَّيْلِ وَ النَّهَارِ سِرًّا وَّ عَلَانِيَةً فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ رَبِّهِمْۚ-وَ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَ لَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ"[10]

وہ لوگ جو رات میں اور دن میں، پوشیدہ اور اعلانیہ اپنے مال خیرات کرتے ہیں ان کے لئے ان کا اجر ان کے رب کے پاس ہے۔ ان پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

یہ آیت معاشی معاملات میں احسان کی اہمیت کو واضح کرتی ہے، جہاں افراد اللہ کی رضا کے لیے خرچ کرتے ہیں، چاہے وہ غرباء، یتیموں یا کسی ضرورت مند کی مدد ہو۔ احسان کے ذریعے فرد اپنی ذاتی حیثیت کو بہتر بناتا اور ایک خوبصورت معاشرتی رشتہ قائم کرتا ہے جو دیگر افراد کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ اس طرح معاشی عدل کے ساتھ احسان بھی معاشرتی توازن اور ہم آہنگی کا ضامن بنتا ہے۔

اسلام میں انفاق کا بہت زیادہ حکم دیا گیا ہے۔ انفاق کا مقصد نہ صرف فرد کی مالی مدد کرنا ہے، بلکہ اس کے ذریعے معاشرے میں اجتماعی فلاح و بہبود کو فروغ دینا ہے۔ انفاق کا یہ عمل فرد اور معاشرہ دونوں کی بھلائی کے لیے ضروری ہے اور اس سے معاشی عدل کو بڑھاوا ملتا ہے۔ اسلامی فلاحی ادارے جیسے بیت المال، زکوۃ، صدقہ، فطرہ وغیرہ معاشرتی بہبود کے اہم ادارے ہیں جو انفاق کی بنیاد پر کام کرتے ہیں۔ ان اداروں کی مدد سے معاشرے کے نادار اور مستحق افراد کی ضروریات پوری کی جاتی ہیں اور فلاحی اقدامات کے ذریعے غریب اور امیر کے درمیان فرق کو کم کیا جاتا ہے۔

- **بیت المال:** اسلام میں ریاست کو یہ ذمہ داری سونپی گئی ہے کہ وہ معاشرتی فلاحی اقدامات کرے اور اس کے لیے بیت المال کا ادارہ قائم کیا گیا ہے۔ یہ ادارہ اسلامی حکومت کے تحت تمام عوامی خزانے کو جمع کرتا ہے اور اس میں سے غریبوں، یتیموں، بیواؤں، مسکینوں اور دیگر ضرورت مند افراد کی مدد کرتا ہے۔
- **زکوۃ:** اسلام میں زکوۃ ایک اہم فلاحی عمل ہے جو معاشی عدل کی بنیاد ہے۔ ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی دولت کا ایک چھوٹا حصہ (چالیسواں) سالانہ غریبوں اور مستحق افراد کو دے تاکہ معاشرتی توازن برقرار رہے۔ اس عمل سے نہ صرف غریبوں کی مدد ہوتی ہے بلکہ دولت کا گردش میں آنا معاشی ترقی کو بھی فروغ دیتا ہے۔
- **صدقہ:** اسلام میں صدقہ بھی ایک قسم کا انفاق ہے جو کسی بھی فرد کی جانب سے اللہ کی رضا کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔ صدقہ کسی بھی شکل میں ہو سکتا ہے، جیسے کہ نقد رقم، خوراک، لباس حتیٰ کہ علم کا اشتراک۔ اس عمل کے ذریعے افراد اپنے معاشرتی ذمہ داریوں کو پورا کرتے ہیں اور معاشرے میں تعاون کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔

انفاق کے ذریعے فرد صرف اپنی ذاتی دولت میں کمی نہیں کرتا بلکہ وہ پورے معاشرتی توازن کو بہتر بناتا ہے۔ اس سے معاشی فرق کم ہوتا ہے اور زیادہ مواقع کم آمدنی والے افراد تک پہنچتے ہیں۔ اس کے علاوہ انفاق کا عمل افراد میں سخاوت، فلاحی جذبہ اور تعاون کے رویے کو فروغ دیتا ہے، جو کہ پورے معاشرتی نظام کی بہتری کے لیے ضروری ہے۔

اسلام میں احسان اور انفاق کا تصور معاشی عدل کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ انفاق معاشرتی توازن کے لیے ایک ضروری

عمل ہے، جو غریبوں، یتیموں اور ناداروں کی مدد کرنے کے لیے اہم ہے۔ اسلامی فلاحی ادارے جیسے بیت المال، زکوۃ اور صدقہ افراد کو ایک دوسرے کی مدد کرنے کے لیے حوصلہ افزائی کرتے ہیں۔ اس کے نتیجے میں معاشرتی تعاون بڑھتا ہے، غربت کم ہوتی ہے اور معاشی نظام میں توازن برقرار رہتا ہے۔ اسلامی معاشی نظام میں احسان اور انفاق کی اہمیت کو نظرانداز نہیں کیا جا سکتا، کیونکہ یہ نہ صرف فرد کی ذاتی فلاح کے لیے ضروری ہیں بلکہ پورے معاشرتی توازن کو بہتر بنانے کے لیے بھی ضروری ہیں۔

ہفتم: تعاون: اجتماعی معیشت

اسلام میں تعاون کا تصور معاشی نظام کی ایک بنیاد ہے، جو افراد اور جماعتوں کے درمیان آپسی تعلقات کو مضبوط بناتا ہے اور معاشرتی عدل و انصاف کو فروغ دیتا ہے۔ قرآن اور حدیث میں تعاون کو ایک اہم اخلاقی اور معاشی اصول کے طور پر بیان کیا گیا ہے، جو افراد اور معاشروں کو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر کام کرنے کی ترغیب دیتا ہے تاکہ اجتماعی مفاد کا حصول ممکن ہو سکے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالی نے تعاون کی اہمیت کو بیان کیا ہے اور اسے نیک کاموں اور تقویٰ کی بنیاد قرار دیا ہے۔[11] یہ اس بات کا درس ہے کہ معاشرتی اور اقتصادی ترقی کے لیے تعاون ضروری ہے، لیکن اس تعاون کا مقصد اللہ کی رضا ہونا چاہیے۔ تعاون کا یہ تصور اسلامی معاشی نظام کی روح کو اجاگر کرتا ہے، جہاں فرد اور جماعتیں مل کر ایک دوسرے کی مدد کرتی ہیں تاکہ معاشرتی توازن اور اقتصادی خوشحالی کو یقینی بنایا جا سکے۔

اسلامی معاشی نظام میں تعاون کا کردار اس لیے اہم ہے کیونکہ یہ اقتصادی انصاف کو فروغ دیتا ہے اور طبقاتی تفاوت کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ اس نظام میں، دولت کی منصفانہ تقسیم کے ذریعے غریب اور امیر کے درمیان فرق کم کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ تعاون کا اصول افراد کے درمیان وسائل کی تقسیم، محنت کی اشتراک اور معاشی ترقی کے لیے ضروری اقدامات میں مدد فراہم کرتا ہے۔

زکٰوۃ، صدقہ اور وقف کے ذریعے تعاون کی مثالیں

اسلام میں زکٰوۃ، صدقہ اور وقف جیسے فلاحی اقدامات کے ذریعے تعاون کو عملی طور پر فروغ دیا گیا ہے۔ یہ تین اہم ادارے تعاون کی مثالیں ہیں، جن کے ذریعے فرد اور معاشرہ دونوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ زکوۃ اسلام میں معاشی تعاون کا ایک بنیادی ذریعہ ہے۔ یہ ہر صاحب نصاب مسلمان پر فرض ہے کہ وہ اپنی دولت کا ایک حصہ (2.5٪) سالانہ غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کو دے۔ زکوۃ کے ذریعے افراد کے درمیان دولت کا ایک منصفانہ اور متوازن تبادلہ ہوتا ہے، جو معاشرتی مساوات کو بڑھاوا دیتا ہے اور غربت کے خاتمے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔ قرآن میں اللہ تعالی نے زکوۃ کو ایک اہم فلاحی عمل کے طور پر بیان کیا ہے کہ زکوۃ ان لوگوں کے لیے ہے جو فقیر اور محتاج ہو، تاکہ تمہارے مال میں توازن برقرار رہے۔[12]

صدقہ (Voluntary Charity): صدقہ کا تصور زکوۃ سے زیادہ وسیع ہے اور یہ اسلام میں کسی بھی قسم کے مالی یا غیر مالی خیرات کو شامل کرتا ہے جو کسی فرد یا جماعت کی فلاح کے لیے دی جاتی ہے۔ صدقہ کی صورت میں فرد اللہ کی رضا کے لیے کسی بھی غریب، یتیم یا محتاج کو مال، کھانا، لباس، یا خدمات فراہم کرتا ہے۔ یہ عمل معاشرتی ہم آہنگی، سخاوت اور مدد کا ماحول پیدا کرتا ہے۔ حدیث کا مفہوم ہے کہ لوگوں کے ہر جوڑ پر ہر روز، جس میں سورج طلوع ہوتا ہے، صدقہ ہے۔ پھر فرمایا: تم دو (آدمیوں) کے درمیان عدل کرو (یہ) صدقہ ہے۔ اور تمہارا کسی آدمی کی، اس کے جانور کے متعلق مدد کرنا کہ اسے اس پر سوار کرا دو یا اس کی خاطر سواری پر اس کا سامان اٹھا کر رکھو، (یہ بھی) صدقہ ہے۔" فرمایا: "اچھی بات صدقہ ہے اور ہر قدم جس سے تم مسجد کی طرف چلتے ہو، صدقہ ہے

اور تم راستے سے تکلیف دہ چیز کو ہٹادو (یہ بھی) صدقہ ہے۔"[13]

وقف ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے افراد اپنی جائیداد یا دولت کو کسی فلاحی مقصد کے لیے مخصوص کر دیتے ہیں تاکہ وہ دولت غریبوں، یتیموں یا دیگر ضرورت مندوں کی مدد کے لیے استعمال ہو سکے۔ وقف کا مقصد اس دولت کو مستقل طور پر فلاحی کاموں کے لیے مختص کرنا ہوتا ہے، تاکہ اس سے آنے والی نسلوں کو بھی فائدہ پہنچ سکے۔ وقف اسلامی معاشی نظام میں طویل المدت فلاحی اقدامات کی صورت میں تعاون فراہم کرتا ہے۔ یہ ایک ایسا نظام ہے جس کے ذریعے عوامی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے مسلسل مالی امداد مہیا کی جاتی ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں تعاون کا کردار نہ صرف فرد کی ذاتی فلاح کے لیے اہم ہے بلکہ یہ پورے معاشرتی نظام کی بہتری کے لیے بھی ضروری ہے۔ زکوٰۃ، صدقہ اور وقف جیسے اقدامات تعاون کی عملی مثالیں ہیں، جو فرد اور معاشرے کے درمیان تعاون، سخاوت اور مدد کے اہم اصولوں کو فروغ دیتے ہیں۔ یہ ادارے معاشرتی توازن کو قائم رکھنے میں مدد دیتے ہیں اور ان کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم اور اقتصادی انصاف کو ممکن بنایا جاتا ہے۔

حلال و حرام کا تصور اور اس کی معاشی تطبیقات

اسلامی معاشی نظام میں حلال اور حرام کے تصورات بنیادی اہمیت رکھتے ہیں، کیونکہ ان کے اصول معاشرتی عدل، اقتصادی انصاف اور فرد کی فلاح کے لیے نہایت اہم ہیں۔ حلال و حرام کا تصور صرف مذہبی احکام تک محدود نہیں ہے بلکہ یہ معاشی معاملات، تجارت، قرض، خرید و فروخت اور مالیاتی سرگرمیوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔ اس کا مقصد انسانوں کو اس بات کی طرف رہنمائی کرنا ہے کہ وہ اپنی زندگی میں نیک عملوں کو اپنائیں اور برائیوں سے بچیں۔

اسلام میں حلال و حرام کی تعریف ایک واضح اصول پر مبنی ہے جس میں اللہ کی رضا اور انسانوں کی فلاح کو سامنے رکھا گیا ہے۔ ہر وہ عمل جو اللہ کے حکم کے مطابق ہو، وہ حلال ہے اور ہر وہ عمل جو اللہ کے منع کرنے والے احکام کے خلاف ہو، وہ حرام ہے۔ اللہ تعالی نے قرآن میں حلال و حرام کی حدود اور ان کے اصول واضح کیے ہیں۔ قرآن میں مختلف جگہوں پر حلال اور حرام کا ذکر کیا گیا ہے، جن سے اسلامی معاشی معاملات کو بہتر طور پر سمجھا جا سکتا ہے۔

> "حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَ الدَّمُ وَ لَحْمُ الْخِنْزِيْرِ وَ مَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ بِهٖ وَ الْمُنْخَنِقَةُ وَ الْمَوْقُوْذَةُ وَ الْمُتَرَدِّيَةُ وَ النَّطِيْحَةُ وَ مَاۤ اَكَلَ السَّبُعُ اِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَ مَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَ اَنْ تَسْتَقْسِمُوْا بِالْاَزْلَامِ ذٰلِكُمْ فِسْقٌ"[14]
>
> تم پر حرام کر دیا گیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جانور جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا گیا ہو اور وہ جو گلا گھونٹنے سے مرے اور وہ جو بغیر دھاری دار چیز (کی چوٹ) سے مارا جائے اور جو بلندی سے گر کر مرا ہو اور جو کسی جانور کے سینگ مارنے سے مرا ہو اور وہ جسے کسی درندے نے کھا لیا ہو مگر (درندوں کا شکار کیا ہوا) وہ جانور جنہیں تم نے (زندہ پاکر) ذبح کر لیا ہو اور جو کسی بت کے آستانے پر ذبح کیا گیا ہو اور (حرام ہے) کہ پانسے ڈال کر قسمت معلوم کرو یہ گناہ کا کام ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالی نے ان چیزوں کو حرام قرار دیا ہے جو فطری طور پر انسانوں کے لیے نقصان دہ ہیں یا جن سے ان کے جسمانی یا روحانی نقصان کا احتمال ہوتا ہے۔ اسی طرح حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ "جو چیز حلال ہے وہ واضح ہے اور جو چیز

حرام ہے وہ بھی واضح ہے اور ان دونوں کے درمیان کچھ مشتبہ چیزیں ہیں جن کے بارے میں لوگ نہیں جانتے، پس جس شخص نے ان مشتبہ چیزوں سے اپنے آپ کو بچا لیا وہ اپنے دین اور عزت کی حفاظت کر رہا ہے۔"[15] یہ حدیث بتاتی ہے کہ حلال و حرام کی تفصیلات میں جان بوجھ کر مشتبہ چیزوں سے بچنا ضروری ہے تاکہ انسان اپنے ایمان اور اخلاق کی حفاظت کر سکے۔

پیدائش دولت میں حلال و حرام

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی پیدائش کے لیے جائز اور ناجائز ذرائع کی تفصیل اہمیت رکھتی ہے، کیونکہ دولت کا حصول صرف فرد کی خوشحالی کے لیے نہیں بلکہ پورے معاشرے کی فلاح کے لیے ضروری ہے۔ اس کے لیے اسلامی شریعت نے اصول وضع کیے ہیں تاکہ دولت کا حصول معاشرتی انصاف اور فلاح کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔

جائز ذرائع آمدن

- **تجارت (Trade):** اسلام میں تجارت کو ایک جائز اور پسندیدہ ذریعہ آمدن کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے بشرطیکہ وہ اخلاقی اصولوں کے مطابق ہو۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا:

  "وَ اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا"[16]

  اللہ نے خرید و فروخت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔

  آیت سے واضح ہے کہ تجارت ایک جائز ذریعہ آمدن ہے بشرطیکہ وہ سود، دھوکہ دہی اور استحصال سے پاک ہو۔
- **محنت (Labor):** اسلام میں محنت کی اہمیت کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا گیا ہے اور اسے دولت کے حصول کا ایک اہم ذریعہ تسلیم کیا گیا ہے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے کوئی بھی شخص کسی کام کو کر کے اپنے ہاتھوں سے کمائی کرتا ہے، تو وہ اس کے لیے بہتر ہے۔ اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ انسان کو اپنی محنت سے روزگار کمانا چاہیے اور اس میں محنت و عرق ریزی کو فوقیت دینی چاہیے۔
- **صنعت (Industry):** اسلام میں صنعت و حرفت کی اہمیت بھی کافی زیادہ ہے کیونکہ اس سے معاشرتی ترقی اور اقتصادی خوشحالی کی راہیں کھلتی ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کو لوہے کا کام سکھایا تھا، جو ایک واضح مثال ہے کہ صنعت اور کاریگری کو اسلام میں بلند مقام حاصل ہے۔ ارشادِ ربانی ہے کہ:

  وَ عَلَّمْنٰهُ صَنْعَةَ لَبُوْسٍ لَّكُمْ لِتُحْصِنَكُمْ مِّنْۢ بَاْسِكُمْ۔[17]

  اور ہم نے اُسے تمہارا ایک پہناوا بنانا سکھایا کہ تمہیں تمہاری آنچ سے (زخمی ہونے سے) بچائے۔

ناجائز ذرائع آمدن

- **سود (Riba):** سود اسلامی معاشی نظام میں سب سے بڑا ناجائز ذریعہ آمدن ہے۔ قرآن و حدیث میں سود کی حرمت کو بہت شدت سے بیان کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

  " يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَ يُرْبِي الصَّدَقٰتِ"[18]

  اللہ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے۔

  یہ آیت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ سود معاشرتی و اقتصادی استحصال کا باعث بنتا ہے اور اس کے ذریعے دولت کا ایک طبقہ دوسرے طبقے کو دبانے کی کوشش کرتا ہے۔

- **جوا(Gambling):** جوا اور اس سے متعلقہ سرگرمیاں بھی اسلامی معاشی نظام میں حرام ہیں کیونکہ یہ افراد کے مالی استحصال کا سبب بنتی ہیں۔ قرآن میں فرمایا:

" یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْۤا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَ الْمَیْسِرُ وَ الْاَنْصَابُ وَ الْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّیْطٰنِ فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ"[19]

اے ایمان والو! شراب اور جوا اور بت اور قسمت معلوم کرنے کے تیر ناپاک شیطانی کام ہی ہیں تو ان سے بچتے رہو تاکہ تم فلاح پاؤ۔

آیت سے واضح ہوا کہ جوا اور اس جیسے غیر اخلاقی طریقوں سے حاصل کی گئی دولت معاشرتی توازن کو نقصان پہنچاتی ہے۔

- **دھوکہ دہی(Fraud):** دھوکہ دہی کسی بھی معاشی نظام میں غیر اخلاقی فعل ہے اور اسلام میں اسے سختی سے منع کیا گیا ہے۔ روایت ہے کہ:

ان رسول الله ﷺ، مر على صبرة طعام فادخل يده فيها، فنالت اصابعه بللا، فقال: " ما هذا يا صاحب الطعام؟ "، قال: اصابته السماء يا رسول الله، قال: " افلا جعلته فوق الطعام كي يراه الناس، من غش، فليس مني "[20]

رسول اللہ ﷺ غلے کی ایک ڈھیری کے پاس سے گزرے تو آپ نے اپنا ہاتھ اس میں داخل کیا، آپ کی انگلیوں نے نمی محسوس کی تو آپ نے فرمایا: ”غلے کے مالک! یہ کیا ہے؟“ اس نے عرض کی: اے اللہ کے رسول! اس پر بارش پڑ گئی تھی۔ آپ نے فرمایا: ”تو تم نے اسے (بھیگے ہوئے غلے) کو اوپر کیوں نہ رکھا تاکہ لوگ اسے دیکھ لیتے؟ جس نے دھوکا کیا، وہ مجھ سے نہیں۔“

یہ حدیث واضح طور پر بتاتی ہے کہ دھوکہ دہی حرام ہے اور اس سے حاصل کردہ دولت بھی ناجائز ہے۔

تبادلہ دولت میں حلال و حرام

اسلامی معاشی نظام میں دولت کا تبادلہ یعنی خرید و فروخت کی کئی مختلف صورتیں اور اصول ہیں جن کا مقصد معاشرتی عدل اور انصاف کو فروغ دینا ہے۔

خرید و فروخت کے اصول اور اس میں حلال و حرام کی تطبیق

اسلام میں خرید و فروخت کو ایک جائز اور معمولی سرگرمی کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے بشرطیکہ اس میں حلال ذرائع استعمال کیے جائیں اور کوئی دھوکہ دہی نہ ہو۔ قرآن مجید میں فرمایا:

"وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ"[21]

" اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر جان بوجھ کر کھالو۔۔"

اسلام میں خرید و فروخت میں انصاف کی اہمیت پر زور دیا گیا ہے۔ حدیث میں ہے:

"وَيُذْكَرُ عَنِ العَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، قَالَ: كَتَبَ لِي النَّبِيُّ ﷺ «هَذَا مَا اشْتَرَى مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، مِنَ العَدَّاءِ بْنِ خَالِدٍ، بَيْعَ المُسْلِمِ مِنَ المُسْلِمِ، لاَ دَاءَ وَلاَ خِبْثَةَ، وَلاَ غَائِلَةَ"[22]

عداء بن خالدؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ مجھے نبی کریم ﷺ نے ایک بیع نامہ لکھ دیا تھا کہ یہ کاغذ ہے جس میں محمد اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا عداء بن خالد سے خریدنے کا بیان ہے۔ یہ بیع مسلمان کی ہے مسلمان کے ہاتھ، نہ اس میں کوئی عیب ہے نہ کوئی فریب نہ فسق و فجور، نہ کوئی بدباطنی ہے۔

یہ حدیث اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ خرید و فروخت میں انصاف و سچائی کی بنیاد پر کاروبار کرنا ضروری ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں سود (Riba)، دھوکہ دہی (Fraud) اور استحصالی معاہدوں (Exploitation) کو سختی سے ممنوع قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ تینوں عناصر معاشرتی عدل، مساوات اور دیانتداری کے اصولوں کی کھلی خلاف ورزی کرتے ہیں۔ سود کو قرآن مجید میں واضح طور پر حرام قرار دیا گیا ہے، کیونکہ یہ غریبوں کے ساتھ ناانصافی اور امیروں کے ہاتھوں ان کے استحصال کا ذریعہ بنتا ہے۔

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی پیدائش اور تبادلہ میں حلال و حرام کے اصول معاشرتی فلاح کے لیے بنیادی حیثیت رکھتے ہیں۔ جائز ذرائع آمدن جیسے تجارت، محنت اور صنعت اسلامی معاشی نظام کے مطابق ہیں، جبکہ سود، جوا، دھوکہ دہی اور استحصال جیسے ناجائز ذرائع کو سختی سے منع کیا گیا ہے۔ خرید و فروخت میں انصاف اور سچائی کی بنیاد پر کاروبار کرنا ضروری ہے تاکہ معاشی توازن برقرار رہ سکے اور ہر فرد کو اس کا جائز حق ملے۔

تقسیمِ دولت میں حلال و حرام

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی تقسیم ایک بہت اہم موضوع ہے، جس میں حلال و حرام کے اصولوں کو مدنظر رکھا جاتا ہے۔ اسلام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کو ایک بنیادی اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے تاکہ ہر فرد کو اس کا جائز حق ملے اور معاشرتی انصاف قائم رہے۔ اس میں وراثت، زکوۃ اور صدقات جیسے اہم عوامل کا کردار ہے۔

- **وراثت (Inheritance):** اسلام میں وراثت کے اصول نہایت واضح ہیں اور ان کا مقصد دولت کی منصفانہ تقسیم ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے وراثت کے حوالے سے مفصل احکام دیے ہیں تاکہ دولت کی تقسیم میں کسی قسم کی زیادتی یا کمی نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

  "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ ۖ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ"[23]

  اللہ تمہیں حکم دیتا ہے تمہاری اولاد کے بارے میں بیٹے کا حصہ دو بیٹیوں برابر۔

  اس آیت میں وراثت کی تقسیم کے اصول بیان کیے گئے ہیں جس کے مطابق ورثاء کو ان کے حق کے مطابق حصہ دیا جاتا ہے۔ یہ اصول اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ کسی کو زیادہ یا کم حصہ نہ ملے اور اس طرح دولت کا منصفانہ تقسیم ہو۔

- **زکوۃ (Zakat):** زکوۃ اسلامی معاشی نظام کا ایک اہم ستون ہے جو دولت کی منصفانہ تقسیم میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔ زکوۃ کا مقصد غریبوں اور محتاجوں کی مدد کرنا ہے تاکہ معاشرتی توازن قائم رہے اور دولت کا ارتکاز صرف ایک طبقے تک محدود نہ ہو۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

  وَ اٰتَى الْمَالَ عَلٰى حُبِّهٖ ذَوِى الْقُرْبٰى وَ الْيَتٰمٰى وَ الْمَسٰكِيْنَ وَ ابْنَ السَّبِيْلِ وَ السَّآىٕلِيْنَ وَ فِى الرِّقَابِ۔[24]

  اور اللہ کی محبت میں عزیز مال رشتہ داروں اور یتیموں اور مسکینوں اور مسافروں اور سائلوں کو اور (غلام لونڈیوں کی) گردنیں آزاد کرانے میں خرچ کرے۔

زکوٰۃ، معاشی انصاف کے اصولوں کو فروغ دیتی ہے اور اس کے ذریعے دولت کا ایک حصہ معاشرتی ترقی اور فلاح کے لیے خرچ کیا جاتا ہے۔

- **صدقات (Charity):** اسلام میں صدقات کو بھی ایک اہم ذریعہ قرار دیا گیا ہے جس کے ذریعے دولت کی منصفانہ تقسیم ممکن ہوتی ہے۔ صدقہ نہ صرف فرد کی پاکیزگی کا باعث بنتا ہے بلکہ یہ اس بات کی علامت ہے کہ معاشرے میں ہر فرد کا حق دیا جائے۔ حضرت محمد ﷺ نے فرمایا:

"مَا نَقَصَتْ صَدَقَةٌ مِنْ مَالٍ"[25]

"صدقے نے مال میں کبھی کوئی کمی نہیں کی۔"

یہ حدیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہے کہ صدقات اور انفاق سے مال میں برکت آتی ہے اور یہ دولت کی تقسیم کو بہتر بنانے میں مددگار ثابت ہوتا ہے۔

دولت کی منصفانہ تقسیم اور اس میں اسلامی اصولوں کا اطلاق

اسلام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا مقصد معاشرتی انصاف کو فروغ دینا ہے تاکہ کسی بھی فرد یا طبقے کا استحصال نہ ہو اور ہر فرد کو اس کا حق ملے۔ اسلامی معاشی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کے حوالے سے متعدد اصول وضع کیے گئے ہیں:

- **اخلاقی ذمہ داری:** اسلامی معاشی نظام میں دولت کی تقسیم میں اخلاقی ذمہ داری کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ دولت صرف چند افراد کے ہاتھوں میں نہ سمٹ کر رہ جائے بلکہ اس کا صحیح طریقے سے ہر فرد تک پہنچنا چاہیے۔ قرآن میں اللہ تعالی نے فرمایا:

"كَيْ لَا يَكُونَ دُولَةً بَيْنَ الْأَغْنِيَاءِ مِنكُمْ"[26]

"تاکہ تمہارے مال صرف تم ہی کے درمیان گردش نہ کرے۔"

یہ آیت اس بات کو واضح کرتی ہے کہ دولت کا ارتکاز کچھ مخصوص افراد تک محدود نہ ہو بلکہ اس کا فائدہ تمام معاشرتی طبقات کو پہنچنا چاہیے۔

- **فلاحی اصول:** اسلامی معاشی نظام میں فلاحی اصول بھی اہمیت رکھتے ہیں، جن کے تحت دولت کی تقسیم میں انصاف اور توازن کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ ان اصولوں کے تحت غرباء، یتیموں، بیواؤں اور ضرورت مند افراد کو امداد فراہم کی جاتی ہے تاکہ معاشرے میں معاشی تفاوت کو کم کیا جاسکے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"وخير الناس انفعهم للناس"[27]

اور لوگوں میں سب سے بہتر وہ ہے جو دوسرے لوگوں کے لیے زیادہ مفید ہو۔

- **معاشی نظام میں توازن:** اسلامی معاشی نظام میں توازن کو برقرار رکھنے کے لیے دولت کی تقسیم میں منصفانہ انداز اپنانا ضروری ہے۔ اس کا مقصد یہ ہے کہ معاشرتی طبقوں میں تفاوت کم ہو اور ہر فرد کی ضروریات پوری ہوں۔ اسلامی معاشی نظام میں دولت کی تقسیم کا مقصد ہر فرد کو اس کا جائز حق دینا ہے تاکہ کوئی بھی طبقہ معاشی طور پر نظر انداز نہ ہو۔
- **قیامت کے دن حساب:** اسلام میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ قیامت کے دن ہر شخص کو اپنے مال کی صحیح تقسیم کا حساب دینا ہوگا۔ یہ اصول افراد کو دولت کی منصفانہ تقسیم کی طرف راغب کرتا ہے تاکہ وہ اپنے مال کو نیکی اور فلاحی کاموں میں خرچ کریں۔

حدیث میں ہے:

" لَا تَزُولُ قَدَمَا عَبْدٍ يَوْمَ القِيَامَةِ، حَتَّى يُسْأَلَ عَنْ عُمْرِهِ فِيمَ أَفْنَاهُ، وَعَنْ عِلْمِهِ مَاذَا عَمِلَ فِيهِ، وَعَنْ مَالِهِ مِنْ أَيْنَ اكْتَسَبَهُ، وَفِيمَ أَنْفَقَهُ، وَعَنْ جِسْمِهِ فِيمَ أَبْلَاهُ"[28]

" قیامت کے دن بندے کے قدم اپنی جگہ سے ہٹ نہ سکیں گے جب تک اس سے پانچ چیزوں کے بارے میں سوال نہ کر لیا جائے: اس نے اپنی عمر کہاں گزاری؟ اپنے علم پر کتنا عمل کیا؟ مال کہاں سے کمایا؟ اور کہاں خرچ کیا؟ اور اپنا جسم کہاں کھپایا؟"

اسلامی معاشی نظام میں دولت کی تقسیم ایک اہم اصول ہے جس کا مقصد معاشرتی انصاف اور فلاح کو فروغ دینا ہے۔ وراثت، زکوۃ اور صدقات جیسے اصول اس بات کو یقینی بناتے ہیں کہ دولت کا ارتکاز کسی خاص طبقے میں نہ ہو اور ہر فرد کو اس کا حق ملے۔ ان اصولوں کے ذریعے اسلامی معاشی نظام میں ایک متوازن اور منصفانہ معیشت کی بنیاد رکھی گئی ہے۔

اسلامی معیشت میں اخلاقی اقدار کا عملی نفاذ

اسلامی معاشی نظام میں اخلاقی اقدار کا عملی نفاذ نہایت اہمیت رکھتا ہے کیونکہ ان اقدار کی بنیاد پر معاشی نظام تشکیل دیا گیا ہے تاکہ ہر فرد کے حقوق کا تحفظ ہو، معاشرتی انصاف کا قیام ہو اور ہر شخص کو اس کا جائز حصہ مل سکے۔ اسلامی معیشت میں اخلاقی اقدار کے عملی نفاذ کے ذریعے نہ صرف فرد کی روحانیت و اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے بلکہ معاشرتی و اقتصادی انصاف بھی قائم رہتا ہے۔

اسلامی مالیاتی نظام بنیادی طور پر ایسے اصولوں پر مبنی ہے جو اخلاقی اقدار کو فروغ دیتے ہیں اور انفرادی و اجتماعی مفاد کو توازن میں رکھتے ہیں۔ اسلامی مالیات میں سود (Riba) کی ممانعت ہے اور اس کی جگہ ایسے متبادل مالیاتی طریقے اپنائے جاتے ہیں جو افراد کی معاشی حالت کو بہتر بناتے ہیں، معیشت میں توازن لاتے ہیں اور دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بناتے ہیں۔

اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں کا بنیادی مقصد اخلاقی اصولوں کے تحت مالیاتی معاملات کو منظم کرنا ہے۔ اسلامی بینکنگ میں سود کی ممانعت ہے اور اس کی جگہ شرعی طریقوں جیسے مضاربت، مشارکت اور قرض حسنہ کو فروغ دیا جاتا ہے۔ ان اصولوں کے تحت مالی معاملات میں اخلاقی اقدار کا خیال رکھا جاتا ہے، جیسے کہ شفافیت، عدل اور امانتداری۔

سود کے خاتمے کے لیے متبادل نظام: مضاربت، مشارکت اور قرض حسنہ

اسلامی مالیاتی نظام میں سود کے خاتمے کے لیے مختلف متبادل طریقے اپنائے گئے ہیں، جن میں مضاربت، مشارکت اور قرض حسنہ شامل ہیں۔

- **مضاربت (Profit Sharing):** مضاربت ایک ایسا معاہدہ ہے جس میں ایک شخص سرمایہ فراہم کرتا ہے اور دوسرا شخص محنت کرتا ہے۔ اس میں منافع دونوں کے درمیان طے شدہ تناسب کے مطابق تقسیم کیا جاتا ہے اور نقصانات کا بوجھ صرف سرمایہ کار پر آتا ہے۔[29] یہ نظام معاشی انصاف فراہم کرتا ہے اور کاروبار میں شفافیت کو فروغ دیتا ہے۔
- **مشارکت (Joint Venture):** مشارکت میں دونوں پارٹیاں سرمایہ کاری اور محنت دونوں فراہم کرتی ہیں اور منافع دونوں کے درمیان مشترک ہوتا ہے۔[30] یہ نظام افراد کے درمیان تعاون اور اشتراک کی بنیاد پر کام کرتا ہے، جس سے انفرادی و اجتماعی فائدے کی ضمانت ملتی ہے۔
- **قرض حسنہ (Interest-free Loan):** قرض حسنہ ایک ایسا قرض ہے جس پر کوئی سود نہیں لیا جاتا اور قرض دار کو

صرف اصل رقم واپس کرنا ہوتی ہے۔ اس طریقے کا مقصد قرض لینے والے کو معاشی مشکلات سے نجات دلانا اور سود کے استحصال سے بچانا ہے۔

اسلامی فلاحی معاشی نظام

اسلامی فلاحی معاشی نظام کا مقصد یہ ہے کہ ہر فرد کی بنیادی ضروریات کو پورا کیا جائے اور معاشرتی انصاف کو فروغ دیا جائے۔ اس نظام کے تحت فلاحی منصوبے، وقف اور زکوۃ جیسے اہم ادارے اور نظام کام کرتے ہیں۔

- **وقف (Endowment):** وقف ایک ایسا نظام ہے جس کے تحت فرد یا ادارہ اپنے مال یا جائیداد کو عوامی فلاح کے لیے مختص کرتا ہے اور اس مال سے حاصل شدہ آمدنی غریبوں، یتیموں اور محتاجوں کی مدد کے لیے استعمال ہوتی ہے۔
- **زکوۃ (Almsgiving):** زکوۃ اسلامی معاشی نظام میں دولت کی منصفانہ تقسیم کا اہم ذریعہ ہے۔ ہر مسلمان پر سالانہ 2.5٪ مال و دولت کا ایک حصہ غریبوں، یتیموں اور ضرورت مندوں کو دینے کی ذمہ داری ہے، جس سے معاشرتی توازن برقرار رہتا ہے۔

اسلامی سوشل سیکیورٹی ایک ایسا نظام ہے جو مسلمانوں کی معاشی فلاح کو یقینی بناتا ہے۔ اس میں بنیادی طور پر زکٰوۃ، صدقات اور فلاحی منصوبوں کے ذریعے افراد کے معاشی تحفظ کا انتظام کیا جاتا ہے۔ اسلامی معاشی سیکیورٹی کا عملی نمونہ وہ ہے جہاں دولت کی تقسیم کے ذریعے معاشرتی برابری اور انصاف کو فروغ دیا جاتا ہے۔

معاشی عدلیہ کا کردار

اسلامی معاشی عدلیہ کا مقصد معاشی انصاف کو یقینی بنانا ہے۔ اسلامی معاشی عدلیہ معاشی معاملات میں انصاف کی فراہمی کے لیے کام کرتی ہے، جیسے کہ سود کے معاملات، وراثت، معاہدوں کی خلاف ورزی اور دیگر مالیاتی تنازعات کا حل۔ قرآن و سنت کے مطابق، کسی بھی مالی معاملے میں انصاف کی فراہمی نہایت ضروری ہے تاکہ کسی کے ساتھ ظلم نہ ہو۔

اسلامی معاشی عدلیہ کے کردار کی اہمیت اس لیے ہے کہ یہ افراد اور اداروں کے حقوق کا تحفظ کرتی ہے اور ان کے مالی حقوق کے تحفظ کے لیے ایک مضبوط قانونی ڈھانچہ فراہم کرتی ہے۔ عدلیہ کی مداخلت سے معاشی معاملات میں فساد کو روکا جاتا ہے اور معاشرتی انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اسلامی معیشت میں اخلاقی اقدار کا عملی نفاذ معاشی نظام کو مضبوط اور پائیدار بناتا ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام میں سود کے خاتمے کے لیے جو متبادل طریقے ہیں، وہ نہ صرف مالی طور پر فائدہ مند ہیں بلکہ معاشرتی توازن اور عدلیہ کی مدد سے معاشی انصاف کو یقینی بنایا جاتا ہے۔ اسلامی فلاحی معاشی نظام میں زکٰوۃ، صدقات، وقف اور سوشل سیکیورٹی کے ذریعے معاشی بہتری اور افراد کے حقوق کی حفاظت کی جاتی ہے۔ اس کے ذریعے معاشرتی برابری اور اقتصادی انصاف کو فروغ دیا جاتا ہے، جس سے ایک متوازن اور منصفانہ معاشی نظام کی تشکیل ہوتی ہے۔

حاصل بحث

اسلامی اخلاقی اقدار اور معاشی نظام کا تجزیہ اس بات کو واضح کرتا ہے کہ اسلامی معاشی اصول نہ صرف فرد کی روحانیت اور اخلاقی تعمیر کا باعث ہیں بلکہ معاشرتی و اقتصادی انصاف کے قیام میں بھی اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ اسلامی اخلاقی اقدار جیسے تقویٰ، عدل، مساوات، اخوت، احسان اور تعاون معاشی زندگی میں افراد کی ذمہ داریوں کو متوازن بناتی ہیں اور ایک پائیدار معاشی نظام کی

تشکیل کرتی ہیں۔ اسلامی اخلاقی اقدار کا معاشی نظام پر اثر اور ان کی اہمیت: اسلامی اخلاقی اقدار کا معاشی نظام پر گہرا اثر ہوتا ہے۔ ان اقدار کے تحت افراد اور ادارے اپنے مالی و معاشی فیصلے کرنے میں امانت داری، انصاف اور شفافیت کی پیروی کرتے ہیں۔ اس کے ذریعے نہ صرف دولت کی منصفانہ تقسیم کو یقینی بنایا جاتا ہے، بلکہ معاشرتی انصاف اور افراد کے حقوق کا تحفظ بھی کیا جاتا ہے۔ اسلام میں معاشی عدل کو ایک اہم اصول کے طور پر تسلیم کیا گیا ہے، جس کا مقصد افراد کو اپنے حقوق کے مطابق دولت کی تقسیم فراہم کرنا ہے۔ حلال و حرام کے تصور کی اہمیت اور اس کا معاشی تطبیق: اسلامی معاشی نظام میں حلال و حرام کے اصول بنیادی اہمیت رکھتے ہیں۔ حلال ذرائع آمدنی جیسے تجارت، محنت اور صنعت معاشی ترقی کے لیے فروغ دیے جاتے ہیں، جبکہ حرام ذرائع جیسے سود، جوا، دھوکہ دہی اور استحصال سے بچنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ان اصولوں کی پیروی سے نہ صرف معاشی فساد اور غیر اخلاقی سرگرمیوں کو روکا جا سکتا ہے بلکہ معاشرتی توازن بھی برقرار رکھا جاسکتا ہے۔

سفارشات

جدید معیشت میں اسلامی اخلاقی اصولوں کے نفاذ کے لیے عملی تجاویز:

- **اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ دینا:** اسلامی بینکاری اور مالیاتی اداروں میں اخلاقی اقدار کو مزید مستحکم کرنے کے لیے حکومتوں کو اسلامی مالیاتی اداروں کو ترویج دینے کی ضرورت ہے۔ اسلامی مالیاتی مصنوعات جیسے مضاربت، مشارکت اور قرض حسنہ کو مزید فروغ دینا چاہیے تاکہ سود کی بنیاد پر معیشت سے اجتناب کیا جاسکے اور ایک اخلاقی معاشی نظام قائم ہو۔
- **تعلیمی نصاب میں اسلامی مالیات کو شامل کرنا:** اقتصادی تعلیم کے نصاب میں اسلامی مالیات اور اخلاقی اصولوں کو شامل کرنا ضروری ہے تاکہ جدید دور کے نوجوان معاشی سرگرمیوں میں اخلاقی اقدار کو اہمیت دیں اور ایک پائیدار معاشی نظام کی طرف رہنمائی حاصل کریں۔
- **اسلامی معاشی ماہرین کا کردار:** اسلامی معاشی ماہرین اور تحقیق کاروں کو جدید معاشی چیلنجوں کا حل اسلامی اصولوں کی بنیاد پر پیش کرنے کے لیے زیادہ متحرک کرنا چاہیے تاکہ عالمی معیشت میں اسلامی مالیاتی نظام کا اثر بڑھ سکے۔
- معاصر معاشی بحرانوں کے حل کے لیے اسلامی اخلاقی اقدار کی ضرورت:
- **معاشی بحرانوں کا تدارک:** اسلامی اصولوں پر مبنی معاشی نظام عالمی معیشت کے موجودہ بحرانوں جیسے مالی بدعنوانی، غربت اور امیر و غریب کے درمیان بڑھتے ہوئے فرق کو کم کرنے میں مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔ اسلامی مالیاتی اصول جیسے زکوۃ اور صدقات غربت کے خاتمے کے لیے ایک موثر طریقہ ہیں اور ان کا پھیلاؤ عالمی سطح پر مددگار ثابت ہو سکتا ہے۔
- **معاشی اخلاقیات کا عملی نفاذ:** اسلامی معاشی اخلاقیات کا عملی نفاذ عالمی سطح پر مالی اداروں میں انصاف، شفافیت اور معاشی توازن کو فروغ دے سکتا ہے۔ خاص طور پر، سود کے خاتمے کے لیے اسلامی مالیاتی نظام کو فروغ دینے کی ضرورت ہے، جس سے عالمی معیشت میں پائیداری اور اخلاقی توازن قائم ہو سکتا ہے۔

References

1 Mullā ʿAlī al-Qārī, ʿAlī ibn Sulṭān, *Mirqāt al-Mafātīḥ sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* (Beirut: Dār al-Fikr, 1422/2002), 3:1136, ḥadīth no. 1555.

2 Al-Qurʾān 33:70–71.

3 Al-Qurʾān 49:13.

4 Al-Qurʾān 57:7.

5 Abū Nuʿaym, Aḥmad ibn ʿAbd Allāh ibn Aḥmad, *Ḥilyat al-Awliyāʾ wa-Ṭabaqāt al-Aṣfiyāʾ* (Beirut: Dār al-Kutub al-ʿArabī, 1409), 3:100.

6 Al-Qurʾān 49:10.

7 Al-Qurʾān 3:130.

8 Al-Qurʾān 4:58.

9 Al-Qurʾān 4:58.

10 Al-Qurʾān 2:274.

11 Al-Qurʾān 5:2.

12 Al-Qurʾān 9:60.

13 Muslim, Abū al-Ḥusayn Muslim ibn al-Ḥajjāj al-Qushayrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī), Kitāb al-Zakāh, Bāb Bayān anna ism al-ṣadaqah yaqaʿ ʿalā kull nawʿ min al-maʿrūf, ḥadīth no. 2335.

14 Al-Qurʾān 5:3.

15 Abū Dāwūd, Sulaymān ibn al-Ashʿath ibn Isḥāq, *Sunan Abī Dāwūd* (Beirut: al-Maktabah al-ʿAṣriyyah), Kitāb al-Buyūʿ, Bāb fī ijtināb al-shubuhāt, ḥadīth no. 3329.

16 Al-Qurʾān 2:275.

17 Al-Qurʾān 21:80.

18 Al-Qurʾān 2:276.

19 Al-Qurʾān 5:90.

20 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Īmān, Bāb qawl al-Nabī ﷺ, ḥadīth no. 284.

21 Al-Qurʾān 2:188.

22 al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʿīl, *Ṣaḥīḥ al-Bukhārī* (Beirut: Dār Ṭawq al-Najāh, 1422), Kitāb al-Buyūʿ, Bāb idhā bayyana al-bāyiʿān wa-lam yaktumā wa-naṣaḥā, ḥadīth no. 2079.

23 Al-Qurʾān 4:11.

24 Al-Qurʾān 2:177.

25 Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Birr wa-al-Ṣilah wa-al-Ādāb, Bāb istiḥbāb al-ʿafw wa-al-tawāḍuʿ, ḥadīth no. 2588.

26 Al-Qurʾān 59:7.

27 al-Albānī, Muḥammad Nāṣir al-Dīn, *Silsilat al-Aḥādīth al-Ṣaḥīḥah*, Bāb al-Ādāb wa-al-Istiʾdhān, ḥadīth no. 2861.

28 al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʿĪsā ibn Sawrah, *Sunan al-Tirmidhī* (Beirut: Dār al-Gharb al-Islāmī, 1998), Kitāb Ṣifat al-Qiyāmah, Bāb fī al-Qiyāmah, ḥadīth no. 2416.

29 al-Marghīnānī, Burhān al-Dīn ʿAlī ibn Abī Bakr, *al-Hidāyah fī sharḥ Bidāyat al-Mubtadī* (Beirut: Dār Iḥyāʾ al-Turāth al-ʿArabī), 3:202.

30 Ibn Nujaym, Zayn al-Dīn ibn Ibrāhīm ibn Muḥammad, *al-Baḥr al-Rāʾiq sharḥ Kanz al-Daqāʾiq* (Beirut: Dār al-Kutub al-Islāmī), Kitāb al-Sharikah, 5:188.